24

مسجد کی اصل زینت عمارتوں سے نہیں بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص سے نماز پڑھتے ہیں۔

۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۳/اخاء ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام ''مسجد بیت الفتوح'' مورڈن۔لندن (برطانیہ)

☆......مسجد بیت الفتوح کا افتتاح

☆......اللہ کرے کہ یہ مسجد ہمیشہ یورپ میں اسلام کی صلح، امن اور آشتی کی خوبصورت تعلیم کا حسین نمونہ پیش کرتی رہے۔

☆......اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان نئے زندہ کرنے والوں میں آپ کا بھی شمار ہے

☆......تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ مسجدوں میں تقویٰ کی زینت کے ساتھ جایا کرو۔

تشہد و تعوذ کے بعد درج ذیل آیت قرآنیہ تلاوت فرمائی

﴿قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ۔ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ۔ کَمَا بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ۔ فَرِیْقًا هَدٰی وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ۔ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا۔ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ﴾

(سورۃ الاعراف آیات ۳۰ تا ۳۲)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج انشاءاللہ تعالیٰ، بلکہ اس وقت جمعہ کے خطبہ کے ساتھ، اس مسجد کا جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیت الفتوح رکھا تھا، افتتاح کیا جارہا ہے، الحمدللہ۔ اس کی مختصر تھوڑی سی تاریخ مَیں بتادیتا ہوں۔

۱۹۹۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریک فرمائی تھی اور ابتداء میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو یہ تحریک کی تھی کہ اس مسجد کے لئے پانچ ملین پاؤنڈز اکٹھے کئے جائیں۔ اور پھر ۱۹۹۶ء میں تقریباً سوا دو ملین پاؤنڈز یا ۲ء۲۳ ملین پاؤنڈز کی رقم سے پانچ ایکڑ کا رقبہ یہاں خریدا گیا۔ اور اکتوبر ۱۹۹۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا سنگ بنیاد رکھا جس میں بیت الفکر، قادیان کی اینٹ استعمال کی گئی۔ اس وقت قدرتی طور پر جذباتی لحاظ سے ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد بھی آرہی ہے کہ جس منصوبہ کو انہوں نے شروع کیا تھا اس کا افتتاح بھی اپنے ہاتھوں سے فرماتے۔ لیکن بہرحال جو الٰہی تقدیر ہے اس پر ہمیں راضی رہنا

چاہیئے اوراسی پر ہم راضی ہیں۔لیکن ساتھ ہی حضور کے لئے دعا نکلتی ہے اور دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔

پھر فروری ۲۰۰۱ ء میں حضورؒ نے اس میں تھوڑی سی انتظامی تبدیلیاں کیں اور پانچ ملین پاؤنڈ کی مزید تحریک فرمائی اس مسجد کو مکمل کرنے کے لئے اور انتظامی لحاظ سے اس کی نگرانی مکرم رفیق حیات صاحب، امیر جماعت UK کے سپرد کی اور ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔اس کمیٹی کے کوآرڈینیٹر مکرم ناصر خان صاحب تھے۔انہوں نے ماشاءاللہ بڑی محنت سے، ان تھک محنت سے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنایا، جو منصوبہ شروع کیا گیا تھا اس کو اختتام تک پہنچایا۔اوران کے ساتھ کچھ دوسرے دوست بھی تھے جنہوں نے دن رات محنت کی اور قابل ذکر اس میں سے انجم عثمان صاحب ہیں اوراس کے علاوہ ساری ٹیم ہے ہر ایک کا فرداً فرداً نام لینا مشکل ہے۔اس لئے تمام وہ احباب جنہوں نے دن رات ایک کر کے مسجد کی تکمیل میں حصہ لیا ان سب کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ان خدام کو، Volunteers کو بھی جنہوں نے وقارِ عمل کیا۔ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

پھر انگلستان کی جماعت کے علاوہ دنیا بھر کے مخلصین مردوں نے ،عورتوں نے دل کھول کر اس مسجد کی تعمیر میں مالی قربانیاں پیش کیں۔بچوں نے اپنے جیب خرچ، عورتوں نے اپنے زیورات پیش کر کے اپنی روایات کو زندہ رکھا۔اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ مالی قربانیوں کے علاوہ مسجد کی تعمیر میں وقارِ عمل کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔اس میں قادیان کے اور جرمنی کے خدام کو نمایاں خدمت کرنے کی توفیق ملی۔اللہ تعالیٰ ان سب کو خدمت کرنے والوں کو جنہوں نے مالی قربانی کی یا وقت کی قربانی کی اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارش برساتے ہوئے ہمیشہ نوازتا رہے۔

اب اس مسجد کے نقشے کے بارہ میں کچھ عرض کردوں۔اس کا مسقّف حصہ یعنی Covered Area تقریباً ۳۵۰۰ مربع میٹر ہے۔(تین ہزار پانچ سو مربع میٹر) جس میں اندازاً چار ہزار کے قریب نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔اور مسجد کے اس کامپلیکس کے ساتھ ملحقہ بڑے بڑے ہال بھی ہیں، ان کو بھی شمار کرلیا جائے تو تقریباً دس ہزار آدمی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔اس مسجد میں جو کارپٹ بچھایا گیا ہے۔اس میں بھی امریکہ کے ایک دوست منور احمد صاحب نے بڑی محنت سے وہاں سے کارپٹ مہیا کیا اور خود آ کے اپنی ٹیم کے ساتھ اس کو بچھایا۔اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزاء دے۔

اللہ کرے جماعت کو ہی موقع ملے کہ اس سے بھی بڑی مسجدیں بنائے لیکن اس وقت تک یہ یورپ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ بلکہ اکیسویں صدی کی جدید سہولیات سے بھی آراستہ ہے جسے اسلامی روایات کے تابع اسلامی فن تعمیر کا خاص خیال رکھتے ہوئے تعمیر کیا گیا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ مسجد ہمیشہ یورپ میں اسلام کی صلح، امن اور آشتی کی خوبصورت تعلیم کا حسین نمونہ پیش کرتی رہے اور نیک فطرت لوگ، ایسے لوگ یہاں آئیں جن کے دل میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ ہو اور اگلی نسلوں میں بھی تقویٰ پیدا کرنے والے ہوں اور ان کو خدا سے ملانے والے ہوں۔ اور آپ اس ثواب سے بھی حصہ لیں اور اس کے وارث ٹھہریں جس کا ذکر حدیث میں یوں آتا ہے کہ محمود بن لبیب روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور خلافت میں) مسجد نبوی کی تعمیر نو اور توسیع کا ارادہ فرمایا تو کچھ لوگوں نے اسے ناپسند کیا۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ اس مسجد کو اس کی اصل حالت میں ہی رہنے دیا جائے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ”مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ مِثْلَہٗ“ کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا۔

(مسلم، کتاب المساجد، باب فضل بناء المساجد والحث علیھا)

اللہ تعالیٰ ان سب کو اس ثواب کا وارث ٹھہرائے لیکن یہ یاد رکھیں کہ صرف مسجد بنا کر کام ختم نہیں ہو گیا بلکہ یہ بات ہر احمدی کو ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اس زمانے کے امام کو پہچان کر، اس کی بیعت میں شامل ہو کر، ہم ان خوش قسمت لوگوں میں شامل ہو گئے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم ماننے اور اسے پورا کرنے کی وجہ سے پہلوں سے ملانے کی خوشخبری دی ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھیں کہ یہ خوشخبری ہمیں مل گئی ہے، آنے والے مسیح کو ہم نے مان لیا اور کام ختم اس لئے ہم ان تمام انعامات کے وارث ٹھہر جائیں گے۔ نہیں۔ بلکہ ہمیں مستقل کوشش کے ساتھ، جدوجہد کرتے ہوئے ان مسجدوں کو آباد بھی کرنا ہو گا اور یہاں سے پیار و محبت، رواداری اور بھائی چارے کے پیغام بھی دنیا کو دینے ہوں گے۔ مسلسل دعاؤں سے اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی ہو گی اور اپنی نسلوں کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دینی ہو گی۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں اس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انصاف کا حکم

دیا ہے کہ جو شخص انصاف پر قائم ہوگا، حقوق العباد قائم کرنے والا ہوگا، جس کا ماحول اس سے کسی قسم کی تکلیف اٹھانے والا نہیں بلکہ اس سے فیض پانے والا ہوگا۔ اپنے گھر میں، اپنے بیوی بچوں کے ساتھ، پیار اور محبت کا سلوک کرنے والا ہوگا، نیکی کی تلقین کرنے والا اور بدی سے روکنے والا ہوگا، اور کسی کی دشمنی بھی اسے عدل سے پرے ہٹانے والی نہیں ہوگی تو ایسا شخص جو انصاف اور حقوق العباد کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا ہے جب اپنی تمام تر توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکے گا، دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو پکارے گا، مسجد میں داخل ہوتے ہی اس کا دل اللہ تعالیٰ کی خشیت سے پگھل رہا ہوگا، عبادت کا شوق ہوگا، ایک نماز کے لئے مسجد میں جانے کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں ہوگا تو ایسے حقوق اللہ ادا کرنے والے سے یقیناً حقوق العباد بھی ادا ہوں گے۔ تو ایسے لوگوں کو حقوق اللہ یہ توجہ دلا رہے ہوں گے کہ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ کرو۔ اور حقوق العباد کو ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی طرف توجہ ہو رہی ہوتی ہے۔ اور جب اس میں خالص ہو جاؤ گے تو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور ایک نومولود بچے کی طرح معصوم حالت میں پہنچو گے۔ جس کی ایک یہ بھی تشریح کی جاتی ہے کہ جس طرح ماں کے پیٹ میں بچہ مختلف حالتوں سے گزرتا ہوا ایک صحتمند بچے کی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی حالت میں بھی صحیح Development نہ ہو تو ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اور بعض دفعہ ڈاکٹر خود ہی ضائع کر دیتے ہیں۔ تو اسی طرح مرنے کے بعد روح بھی مختلف مدارج سے گزرے گی اس لئے خبردار رہو کہ مرنے کے بعد تمہاری روح، اللہ کے حضور ایسی حالت میں حاضر نہ ہو کہ شکل بالکل بگڑی ہوئی ہو۔ اس لئے ہمیشہ اللہ کا فضل اور اس کا رحم مانگتے رہو اور خالصتاً اسی کے ہو جاؤ۔

اس آیت میں ایک تو یہ حکم ہے کہ مسلمانو!، رسول خدا ﷺ پر ایمان لانے والو! تم نے اگر اللہ کی رضا حاصل کرنی ہے تو لازماً تمہیں اللہ کے لئے دین کو خالص کرنا ہوگا ورنہ تم ضلالت کے گڑھے میں جا گرو گے۔ دوسرے اس میں یہ پیشگوئی بھی تھی کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد مسلمان اگر اسلام کی حقیقی تعلیم کو بھلا بیٹھے تو ان کا اسلام صرف نام کا اسلام رہ جائے گا اور سوائے تھوڑی تعداد کے مسلمانوں کی اکثریت اس تعلیم کو بھلا دے گی اور آنحضرت ﷺ نے یہ پیشگوئی بھی فرما دی تھی کہ میرے بعد، کچھ عرصہ بعد ہی، اسلام پر ایک اندھیرے اور ظلمت کا وقت آ جائے گا۔ بالکل اندھیرا

زمانہ ہوگا جیسے کہ ایک دوسری آیت بتاتی ہے کہ مسلمانوں نے بھی پہلی قوموں کی طرح راہ ہدایت کو بھلا دیا اور خدا کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنا لیا۔ اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہمارے سے زیادہ اسلام پر عمل کرنے والا کوئی نہیں۔ اور اس تکبر میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے کے امام کو پہچاننے سے نہ صرف انکار کر رہے ہیں بلکہ آنے والے امام کا پہلی قوموں کی طرح استہزاء بھی کر رہے ہیں، اس کا تمسخرانہ انداز میں ذکر کرتے ہیں یا گندہ ذہنی کی انتہاء تک پہنچے ہوئے ہیں تو ایسے لوگوں پر، ایسے گروہ پر، گمراہی لازم ہو چکی ہے۔ وہ ضلالت کے گڑھے میں جا پڑے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔

(مشکوۃ، کتاب العلم الفصل الثالث صفحہ ۳۸ ۔ کنز العمال جلد ٦ صفحہ ٤٣)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اسلام کی ظاہری اور جسمانی صورت میں بھی ضعف آ گیا ہے۔ وہ قوت اور شوکت اسلامی سلطنت کو حاصل نہیں اور دینی طور پر بھی وہ بات جو { مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ } میں سکھائی گئی تھی اس کا نمونہ نظر نہیں آتا۔ اندرونی طور پر اسلام کی حالت بہت ضعیف ہو گئی ہے اور بیرونی حملہ آور چاہتے ہیں کہ اسلام کو نابود کر دیں۔ ان کے نزدیک مسلمان کتّوں اور خنزیروں سے بھی بدتر ہیں۔ ان کی غرض اور ارادے یہی ہیں کہ وہ اسلام کو تباہ کر دیں اور مسلمانوں کو ہلاک کر دیں۔ اب خدا کی کتاب کے بغیر اور اس کی تائید اور روشن نشانوں کے سوا ان کا مقابلہ ممکن نہیں۔ اور اسی غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔

پھر فرمایا: اس وقت اسلام جس چیز کا نام ہے اس میں فرق آ گیا ہے۔ تمام اخلاق ضمیمہ بھر گئے ہیں اور وہ اخلاص جس کا ذکر { مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ } میں ہوا ہے، آسمان پر اٹھ گیا ہے۔ خدا کے ساتھ وفاداری، اخلاص، محبت اور خدا پر توکل کالعدم ہو گئے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے

کہ پھر نئے سرے سے ان قوتوں کو زندہ کرے۔

اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان نئے زندہ کرنے والوں میں آپ کا بھی شمار ہے۔اس لئے مسجدوں کی آبادی کرنا آپ کا بہت زیادہ فرض ہو چکا ہے۔

فرمایا: اب یہ زمانہ ہے کہ اس میں ریاکاری، عُجب، خود بینی، تکبر، نخوت، رعونت وغیرہ صفات رذیلہ تو ترقی کر گئے ہیں اور ﴿مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾ وغیرہ جو صفات حسنہ تھے وہ آسمان پر اٹھ گئے۔توکل تدبیر وغیرہ سب کالعدم ہیں۔اب خدا کا ارادہ ہے کہ ان کی تخم ریزی ہو۔

پھر اسی آیت میں ایک تیسری بات ہمیں تنبیہ بھی ہے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ اب خدا کا ارادہ ہے کہ نئے سرے سے ان قوتوں کو زندہ کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں توفیق دی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس ارادے میں شامل ہوئے اور اس امام کو مانا۔لیکن اگر ہمارے عمل وہ نہ رہے جو خدا اور اس کا رسول ہم سے توقع کرتے ہیں تو پھر خدا کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔کوئی اور قوم آجائے گی، اور لوگ آجائیں گے۔مقصد تو انشاء اللہ پورا ہوگا لیکن ہم کہیں پیچھے نہ رہ جائیں۔

اس میں یہ تنبیہ ہے کہ اگر تم نے اپنی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہ رکھی، دین کو اس کے لئے خالص نہ کیا تو یہ نہ ہو کہ شیطان تم پر غلبہ پالے اس لئے ہمیشہ استغفار کرتے ہوئے، اس کے حضور جھکتے ہوئے اس سے اس کا فضل طلب کرتے رہو اور اس ضمن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اعمال کے لئے اخلاص شرط ہے۔جیسا کہ فرمایا ﴿مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ﴾۔یہ اخلاص ان لوگوں میں ہوتا ہے جو ابدال ہوتے ہیں۔یہ لوگ ابدال ہو جاتے ہیں اور یہ اس دنیا کے نہیں رہتے۔ان کے ہر کام میں ایک خلوص اور اہلیت ہوتی ہے۔فرمایا یہ خوب یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے ہو جاوے خدا تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ کا ہونے کے لئے اور خدا کو اپنا بنانے کے لئے خدا تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا جو مقصد بیان فرمایا ہے اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے، اس کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔

اوران ابدال میں شامل ہو جو اس کا حکم سامنے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح فرمایا ہے کہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ کہ مَیں نے جنّ اور انسان کو اس لئے پیدا کیا تا کہ وہ میری عبادت کریں۔ اور پھر اس کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کرتے رہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں نے پرستش کے لئے ہی جنّ وانس کو پیدا کیا ہے۔ ہاں یہ پرستش اور حضرت عزت کے سامنے دائمی حضور کے ساتھ کھڑے ہونا بجز محبت ذاتیہ کے ممکن نہیں اور محبت سے مراد یکطرفہ محبت نہیں بلکہ خالق اور مخلوق کی دونوں محبتیں مراد ہیں۔ تا کہ بجلی کی آگ کی طرح جو مرنے والے انسان پر گرتی ہے اور جو اس وقت انسان کے اندر سے نکلتی ہے وہ شریعت کی کمزوریوں کو جلا دیں اور دونوں مل کر تمام روحانی وجود پر قبضہ کر لیں۔

پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے جن اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے پیدا کیا ہے اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے۔ اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدعا ٹھہرا رکھا ہے خواہ کوئی انسان اس مدعا کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر انسان کی پیدائش کا مدعا بلاشبہ خدا تعالیٰ کی پرستش، خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے فانی ہو جانا ہی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا:

”کیونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے اور مخفی در مخفی اسباب سے اس کو اپنے لئے بنایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصلی غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مگر جو لوگ اپنی اس اصلی

اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سورہنا سمجھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی ذمہ داری ان کے لئے نہیں رہتی۔ وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے وہ یہ ہے کہ ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ پر ایمان لاکر زندگی کا پہلو بدل لے۔ موت کا اعتبار نہیں۔ تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور تم اس کے لئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو۔ مَیں اس لئے بار بار اس امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کے لئے انسان آیا ہے۔ اور یہی بات ہے جس سے وہ دور پڑا ہوا ہے۔ مَیں یہ نہیں چاہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو۔ بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت اسلام کا منشا نہیں۔ اسلام تو انسان کو چُست، ہوشیار اور مُستعد بنانا چاہتا تھا۔ اس لئے مَیں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدوجہد سے کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو وہ اس کا تردّد نہ کرے تو اس سے مواخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جاوے وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں، اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اس کے ارادہ سے باہر نکل کر اپنی اغراض اور جذبات کو مقدم نہ کرنا۔
(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

پھر مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے کہ جہاں اُس کا قرب پانے کے لئے انفرادی طور پر نوافل اور ذکر الٰہی کا طریق بتایا، وہاں مساجد کا قیام کر کے اجتماعی عبادت کی طرف بھی توجہ دلائی تا کہ معاشرہ میں اونچ نیچ کا جو تصور ہے وہ بھی ختم ہو اور ایک محبت اور بھائی چارے کا معاشرہ قائم ہو۔

عبادت کے علاوہ قوم کے تربیتی اور دوسرے مسائل کی طرف بھی توجہ دی جائے تا کہ ایک انصاف پر مبنی معاشرہ قائم ہو سکے اور یہ ترغیب دلانے کے لئے کہ تم مسجدوں میں آؤ، ان کو آباد کرو، امیر غریب سب اکٹھے ہو کر میری عبادت کریں۔ فرمایا کہ جب اس طرح تم پانچ وقت میری عبادت کے لئے اکٹھے ہو گے تو اس کا ثواب بھی کئی گنا زیادہ ہوگا۔ اس لئے ہم اس زمانے کے امام کو ماننے والے اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ صرف مسجد بنانے

پر ہی خوش نہ ہو جائیں بلکہ مسجدوں کو آباد بھی کریں ورنہ ہمارے اور غیروں میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ایسا جھکنے والے ہوں کہ کوئی انگلی کسی احمدی کی طرف یہ اشارہ کرتے ہوئے نہ اٹھے کہ مسجدیں تو بڑی خوبصورت بناتے ہیں لیکن نماز یہ کم پڑھتے ہیں۔ بلکہ کہنے والے یہ کہیں کہ اگر حقیقی عابد دیکھنا ہے، ایسے عبادالرحمٰن دیکھنے ہیں جن کے قریب شیطان نہیں پھٹکتا اور اس کے لئے دین خالص رکھنے والے ہیں تو یہ تمہیں ہر احمدی بچے، بوڑھے، مرد اور عورت میں نظر آئیں گے۔ اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی اس ذمہ داری کو سمجھنے والا ہو۔ کیونکہ عبادت کا اللہ تعالیٰ نے اس قدر تاکید سے حکم فرمایا ہے کہ نماز کا جہاں بھی وقت ہو تم یہ نہ دیکھو کہ اس وقت وضو کے لئے پانی ہے یا نہیں، کپڑے صاف ستھرے ہیں یا نہیں، کوئی ایسی جگہ ہے یا نہیں جہاں تم نماز پڑھ سکو۔ بلکہ جب بھی نماز کا وقت آئے، نماز پڑھو۔ بلکہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاک بنائی گئی ہے۔ پس میری امت کے جس فرد کو جس جگہ بھی نماز کا وقت ہو جائے وہ وہیں نماز پڑھے۔ تو یہ ہے تعلیم جس کو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ: تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ مسجدوں میں تقویٰ کی زینت کے ساتھ جایا کرو۔ مسجد تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے۔ ان میں انہی نیک مقاصد کی ادائیگی ہونی چاہئے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ ظاہری صفائی کا خیال رکھنے کا بھی حکم ہے، صاف ستھرا لباس ہو، گندی بدبو نہ آتی ہو، روایتوں میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ لہسن پیاز وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ آیا کرو تا کہ ساتھ کھڑے ہوئے مومن جو پوری توجہ سے نماز پڑھنا چاہتے ہیں ان کی نماز میں خلل نہ ہو، ان کی توجہ نہ بٹے۔ بلکہ آپ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ یہ کھا کر مسجد کے قریب بھی نہ آؤ کیونکہ فرشتوں کو بھی اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے کچا لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہئے۔

پھر زینت ظاہری کے بارہ میں اور نماز میں توجہ رکھنے کی وجہ سے وضو کا بھی حکم ہے۔ اس سے ایک تو صفائی پیدا ہوتی ہے دوسرے ذرا آدمی Active ہو جاتا ہے وضو کرنے سے اور توجہ سے نماز پڑھتا ہے۔ اور خاص طور پر جمعہ کے دن تو نہا کر آنے کو پسند کیا گیا ہے۔ تو بہر حال مقصد یہ ہے کہ ظاہری طور پر بھی صفائی کا خیال رکھو تو روح کی بھی صفائی کی طرف توجہ ہوگی، اللہ تعالیٰ کی خشیت

اور تقویٰ بھی دل میں پیدا ہوگا۔ اس ضمن میں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مسجدوں میں ذاتی یا دنیاداری کی باتیں کرنا بالکل منع ہے اور صرف ذکر الٰہی کے لئے یہ مسجدیں بنائی گئی ہیں اور اس طرف توجہ ہمیں دینی چاہئے۔

حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے مسجد میں مشاعرہ کے رنگ میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور (اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ) اس میں بیٹھ کر خرید وفروخت کی جائے اور مسجد میں جمعہ کے دن نماز سے پہلے لوگ حلقے بنا کر بیٹھے باتیں کریں۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ)

پھر ایک حدیث ہے۔ حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمﷺ نے فرمایا کہ اپنی مساجد سے دور رکھو اپنے چھوٹے بچوں کو اور اپنے مجانین (دیوانوں) کو اور اپنے شراء (خرید) اور اپنی بیع (فروخت) کو۔ اور اپنے جھگڑوں کو اور اپنی آواز کو بلند کرنے کو۔ اور اپنی حدود کی تنفیذ کو اور اپنی تلواریں کھینچنے کو۔ اور مساجد کے دروازوں پر (یعنی ان کے قریب) طہارت خانے بناؤ نیز جمعوں (یا اجتماع کے موقع) پر ان میں خوشبودار دھونی دو۔

(سنن ابن ماجہ)

تو اتنے چھوٹے بچوں کو مسجد میں نہیں لانا چاہئے جس کی بالکل ہوش کی عمر نہ ہو اور ان کے رونے سے دوسرے نمازیوں کی عبادت میں خلل واقع ہوتا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کا یہ شکر ہے کہ جماعت احمدیہ ایک پرامن جماعت ہے اور ہمارے ہاں یہ تصور بھی نہیں ہوتا کہ تلواریں کھینچی جائیں۔ مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا ہے۔ جیل میں ایک بڑا داڑھی والا مولوی ٹائپ آدمی تھا۔ مَیں نے اس سے انٹرویو لینا شروع کیا کہ تم کس طرح یہاں آئے۔ تو وہ قتل کے کیس میں آیا ہوا تھا۔ مَیں نے پوچھا یہ قتل ہوا کیسے۔ (کہنے لگا) کہ رمضان کے مہینے میں اعتکاف بیٹھا ہوا تھا کہ مسجد میں ایک آدمی آیا میرے پاس بندوق تھی مَیں نے فائر کیا اور مار دیا۔ غلطی سے فائر ہو گیا۔ مَیں نے کہا کہ بندوق تم نے وہاں رکھی کیوں تھی؟ غلطی سے فائر ہو گیا؟۔ تو یہ دشمنیاں مسجدوں میں بھی چلتی ہیں، اعتکاف بیٹھے ہوئے بھی قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں۔

پھر حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ

نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو وہاں کچھ کھا پی لیا کرو۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ! یہ جنت کے باغات کیا ہیں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مساجد جنت کے باغات ہیں'' میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ! ان میں کھانے پینے سے کیا مراد ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ '' پڑھنا۔

(ترمذی' کتاب الدعوات' باب حدیث فی اسماء الله الحسنی مع ذکرھا تماما)

ذکر الٰہی کرنا سے مراد یہ ہے کہ جنت کے باغ ہیں مسجد اور ذکر الٰہی کرنا وہاں کی خوراک۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہروں کی پسندیدہ جگہیں ان کی مساجد اور شہروں کی ناپسندیدہ جگہیں ان کی مارکیٹیں ہیں۔

(مسلم' کتاب المساجد' باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح و فضل المساجد)

لیکن آج کل آپ دیکھیں کہ جو ناپسندیدہ جگہیں ہیں ان میں لوگ زیادہ بیٹھتے ہیں اور مساجد جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں ہیں ان میں کم بیٹھا جاتا ہے، اس طرف توجہ کم ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ہر احمدی کو اس بات کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے کہ اپنی مساجد کو آباد کریں۔

پھر مسجد میں تلاوت اور درس و تدریس کے بارہ میں حدیث ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی قوم مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور باہم درس و تدریس کیلئے بیٹھی ہو تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے۔ رحمت باری ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو اپنے جلو میں لے لیتے ہیں۔

(سنن الترمذی، کتاب القراء ات، باب ماجاء ان القران انزل علی سبعة احرف)

حضرت برادہ الاسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: اندھیروں کے دوران مسجدوں کی طرف بکثرت چل کر جانے والوں کو قیامت کے روز نور تام عطا ہونے کی بشارت دے دو۔

تو اس سے ایک یہ بھی مراد ہے کہ یہ دنیاداری کا زمانہ ہے، اس میں مسجدیں آباد کرنے

والوں کو مکمل نور عطا ہوگا اور اس کی بشارت دی گئی ہے۔

پھر حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو مسجد میں عبادت کے لئے آتے جاتے دیکھو تو تم اس کے مومن ہونے کی گواہی دو (اس لئے کہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں''۔

(ترمذی کتاب التفسیر۔تفسیر سورۃ التوبہ)

عروہ بن زبیر نے اپنے دادا عُروہ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اپنے محلوں میں مسجدیں بنائیں اور یہ کہ ہم ان کو عمدہ تعمیر کریں اور ان کو پاک صاف رکھیں۔

(مسند احمد بن حنبل)

تو مسجد کی صفائی کا بھی بہت خیال رکھنا چاہئے۔ مسجد کی صفائی کے ضمن میں ایک حدیث آتی ہے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے میری اُمّت کے اجر پیش کئے گئے یہاں تک کہ وہ خس وخاشاک بھی اجر کا باعث ہے جسے ایک شخص مسجد سے باہر پھینکتا ہے۔

مسجد کی صفائی کے لئے اگر کوئی تنکا بھی اٹھا کر باہر پھینکتا ہے تو اس کا بھی اجر ملتا ہے۔

پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مسجد سے تکلیف دینے والی چیز نکالی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد، باب تطہیر المساجد و تطییبھا)

پس اس مسجد میں بھی دنیا میں جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ کی مساجد ہیں ہمیں ان کی صفائی کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔صرف یہ نہیں کہ بنالی ہے اور اس کے بعد اس کی صفائی اور Maintenance کی طرف توجہ نہ ہو۔ بلکہ بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔اور ہماری مساجد کی صفائی کے معیار بہت بلند ہونے چاہئیں۔آنحضرت ﷺ تو بعض اوقات گند دیکھ کے خود بھی صفائی کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔تو جماعتی نظام کو اس طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

بعض لوگ اگر امام کے انتظار میں کچھ دیر بیٹھنا پڑے تو بڑبڑانا شروع کر دیتے ہیں، بار بار گھڑیاں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ان کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص اس وقت تک نماز میں مشغول شمار ہوتا ہے جب تک وہ نماز کے انتظار میں ہوتا ہے۔ اور تم میں سے ہر شخص کے لئے فرشتے یہ دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! تو اسے بخش دے۔ اے اللہ! تُو اس پر رحم فرما۔ جب تک وہ مسجد میں ہو۔

(ترمذی، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی القعود فی المسجد......)

ہر انسان جو اس معاشرے میں رہ رہا ہے اس کی چکا چوند سے متأثر ہوتا ہے۔ مادیت کا لالچ اس پر بار بار حملہ کر رہا ہوتا ہے۔ شیطان اپنا پورا زور لگا رہا ہوتا ہے کہ مَیں اس شخص کو کسی طرح قابو کروں اور اس کو خدا سے دور لے جاؤں۔ بعض دفعہ یہی ہوتا ہے کہ چلو یہ کام ہے، دنیاداری کا کام چھوٹا سا یہ پہلے کر لو، نماز بعد میں پڑھ لیں گے ابھی کافی وقت ہے۔ تو یہ شخص اپنی روحانی سرحد کے اس دائرے کو کمزور کر رہا ہوتا ہے اور جب یہ دائرہ کمزور ہو جاتا ہے تو پھر شیطان حملہ کر کے اس کو بہت دور لے جاتا ہے۔ بعض دفعہ یہی ہوتا ہے کہ چلو پڑھ لیں گے، ٹھہر کر پڑھ لیں گے۔ تو پھر وہ نماز رہ ہی جاتی ہے یا پھر اتنی جلدی میں پڑھی جاتی ہے جیسے جلدی جلدی کوئی مصیبت گلے سے اتاری جائے۔ تو اس سستی سے بچنا چاہئے۔ مومن کا دل تو نماز کی طرف رہنا چاہئے اور اس مادی دنیا میں تو آج کل یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں آپ کو وہ عمل نہ بتاؤں جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور درجات کو بلند فرماتا ہے“۔ فرمایا وہ یہ ہے کہ: ”جی نہ چاہتے ہوئے بھی کامل وضو کرنا، اور مسجد کی طرف زیادہ چل کر جانا، نیز ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ رِباط ہے، یہ رِباط ہے، یہ رِباط ہے (سرحدوں پر گھوڑے باندھنا یعنی تیاریٔ جہاد)“۔

(سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب الامر باسباغ الوضوء)

تو یہ ہر مومن کا فرض ہے کہ اپنی روحانی سرحدوں کی حفاظت کرے کیونکہ جب سب مل کر اس طرح سرحدوں کی حفاظت کریں گے اور مسجدوں میں آئیں گے اور مسجدوں کو آباد کریں گے تو پھر کوئی دشمن نہیں جو کبھی ہمیں نقصان پہنچا سکے۔ انشاء اللہ۔ اور آپ ﷺ ہمیں یہ خوشخبری دے رہے

ہیں کہ اس طرح کرو گے تو ہمیشہ محفوظ رہو گے، ہر دشمن سے بچے رہو گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''باجماعت نماز ادا کرنا گھر اور بازار میں اکیلے پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ اجر کا موجب ہے۔ تم میں سے جب کوئی اچھی طرح وضو کرے اور مسجد میں محض نماز کی خاطر آئے تو وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلہ میں اس کی ایک خطا معاف کر دیتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند فرماتا جاتا ہے، یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جائے۔ اور جب وہ مسجد میں آجاتا ہے تو جب تک نماز کے لئے وہاں رُکا ہے نماز ہی میں شمار ہوگا۔ اس کے لئے ملائکہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ ' اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ 'یہ حالت اس وقت تک رہتی ہے جب تک کہ وہ کسی اور کام یا بات میں مصروف نہیں ہوتا۔

(صحیح بخاری۔کتاب الصلوۃ باب الصلوۃ فی المسجد)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ہماری اس مسجد میں اس نیت سے داخل ہوا کہ بھلائی کی بات سیکھے یا بھلائی کی بات جانے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہوگا۔ اور جو مسجد میں کسی اور نیت سے آئے تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کسی ایسی چیز کو دیکھتا ہے جو اس کو حاصل نہیں ہو سکتی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ مطبوعہ بیروت)

مسجد میں آکر نوافل پڑھنا بھی مستحب ہے۔ حضرت ابوقتادہ اَلاسْلَمِی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو وہ بیٹھنے سے قبل دو رکعات (نفل) ادا کرے۔

(بخاری' کتاب الصلوٰۃ' باب اذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب مسجد میں داخل ہونے لگتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے رسول پر سلامتی ہو، یعنی اللہ کا نام لے کر مسجد میں داخل ہوں یعنی یہ کہیں '' بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ '' اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے رسول پر سلامتی ہو۔ پھر کہے ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ'' اے اللہ میرے گناہ

مجھے بخش دے ”وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ“ اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔اور جب مسجد سے نکلنے لگے تو یہ دعا کرے ” بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ “ اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول پر سلام ہو ”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ“ اے اللہ میرے گناہ بخش دے ”وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ“ اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

(مسند احمد بن حنبل)

ایک حدیث میں آداب مساجد کے بارہ میں آتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ باتیں ہیں جو مسجد میں کرنی جائز نہیں۔(۱) مساجد کو گزرنے کا راستہ نہ بنایا جائے۔(شارٹ کٹ میں یہ نہیں کہ ایک دروازے سے آئے دوسرے سے نکل گئے)۔(۲) مسجد میں اسلحہ کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔(۳) مسجد میں کمان نہ پکڑی جائے اور نہ مسجد میں تیر برسائے جائیں۔(۴) کچا گوشت لے کر مسجد سے نہ گزرا جائے۔(اس سے گند بھی پھیلتا ہے، بُو بھی پھیلتی ہے)۔(۵) مسجد میں نہ تو کسی پر حد جاری کی جائے اور نہ مسجد میں کسی سے قصاص لیا جائے۔اسی طرح مسجد کو بازار نہ بنایا جائے (یعنی مسجد میں خرید وفروخت نہ کی جائیں)۔

(سنن ابن ماجه، كتاب المساجد، باب مايكره فى المساجد)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”حق اللہ میں بھی امراء کو دقت پیش آتی ہے اور تکبر اور خود پسندی ان کو محروم کر دیتی ہے۔مثلاً نماز کے وقت ایک غریب کے پاس کھڑا ہونا برا معلوم ہوتا ہے۔اُن کو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے اور اس طرح پر وہ حق اللہ سے محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ مساجد تو دراصل بیت المساکین ہوتی ہیں“۔

(ملفوظات جلد سوم صفحه ۳۶۸ ـ جديد ايڈيشن)

پھر آپؑ نے فرمایا: ”اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔یہ خانہ ٔخدا ہوتا ہے۔جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر، جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے، پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔محض للہ اُسے کیا جاوے۔نفسانی اغراض یا کسی شرّ کو ہرگز دخل نہ ہو، تب خدا برکت دے گا۔

یہ ضروری نہیں کہ مسجد مرصّع اور پکّی عمارت کی ہو۔ بلکہ صرف زمین روک لینی چاہئے اور وہاں مسجد کی حد بندی کر دینی چاہئے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالیٰ تکلفات کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت ﷺ کی مسجد چند کھجوروں کی شاخوں کی تھی اوراسی طرح چلی آئی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس لئے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا، اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا''۔ (تو یہ بھی وہم نہیں ہونا چاہئے کہ صرف کچی مسجد ہی، چھپر ہی ہوں۔ بلکہ پختہ بھی بنوائی گئیں۔ اور آنحضرت ﷺ نے جیسا کہ مَیں نے پہلے حدیث سے ذکر کیا تھا حضرت عثمانؓ نے اس کی وضاحت بھی کی تھی)۔ فرمایا ''حضرت عثمانؓ نے اس لئے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا، اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے اُن کو اِن باتوں کا شوق تھا۔ غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے۔ اور جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہئے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہئے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں''۔

(البدر ۲۴ اگست ۱۹۰۴ء، ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ ۹۳)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی مسجد چھوٹی سی تھی۔ کھجور کی چھڑیوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔ مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے وقت میں دنیاداروں نے ایک مسجد بنوائی تھی۔ وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے گرا دی گئی۔ اس مسجد کا نام مسجد ضرار تھا یعنی ضرر رساں۔ اس مسجد کی زمین خاک کے ساتھ ملا دی گئی تھی۔ مسجدوں کے واسطے حکم ہے کہ تقویٰ کے واسطے بنائی جائیں''۔

(البدر ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء، ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۹۱)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ ہماری جو بھی مسجد بنے اس کی خالص بنیاد تقوی اللہ پر ہو اور ہمیشہ ہمارا شمار اللہ تعالیٰ کے عباد تگزاروں میں سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے ہوں اور اپنی ساری مرادیں اور خواہشیں اس کے حضور پیش کرنے والے ہوں اور اس خدا کو سب قوتوں کا مالک اور سب طاقتوں کا سرچشمہ سمجھتے ہوں اور خالص اسی کے ہو جائیں۔ اور اسی کے حکم کے مطابق و موافق مسجدوں کو آباد کرنے والے بھی ہوں۔ یہ مسجد بھی اور دنیا میں جہاں بھی جماعت کی مساجد ہیں اللہ کرے کہ وہ گنجائش سے کم پڑنے لگ جائیں۔ اور نمازیوں سے چھلک رہی ہوں۔ یاد رکھیں اسلام اور احمدیت کی فتح اب ان مسجدوں کو آباد کرنے سے ہی وابستہ ہے۔ پس اے احمدیو! اٹھو! اور مسجدوں کی طرف دوڑو اور ان کو آباد کرو تا کہ الٰہی وعدوں کے مطابق ہم جلد از جلد اسلام اور احمدیت کی فتح کے دن دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور یہ دن دیکھنے نصیب کرے۔